بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصاراللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
بدری صاحبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز و دلنشین تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28رستمبر 2018 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن (لندن)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گزشتہ دورے سے پہلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جو جنگ بدر میں شریک ہوئے ان کے حالات و واقعات بیان کر رہا تھا آج پھر یہی مضمون دوبارہ شروع ہوگا۔ آج جن صحابہ کا ذکر ہے ان میں سے ایک ہیں۔ حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ستّر صحابہ میں شامل ہیں جو بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل ہوئے تھے۔ ان کے بھائی حضرت عمرو بن حزم اور حضرت معمر بن حزم بھی صحابی تھے۔ غزوہ بدر غزوہ احد سمیت دیگر تمام غزوات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔ فتح مکہ کے دن بنو مالک بن نجار کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو مرتدین کا فتنہ اٹھا ان کے خلاف لڑائی میں بھی حضرت خالد بن ولید کے ساتھ یہ شامل ہوئے اور جنگ یمامہ میں ان کی شہادت ہوئی۔ ان کی والدہ کا نام خالدہ بنت انس تھا۔ ابوبکر بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سہل کو سانپ نے کاٹ لیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں حضرت عمارہ بن حزم کے پاس لے جاؤ وہ دم کردیں گے تو اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف تشریف لے جا رہے تھے راستے میں ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصواء گم ہوگئی۔ صحابہ اسے ڈھونڈنے کے لئے نکلے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عمارہ بن حزم بھی تھے حضرت عمارہ کے ہودج میں زید بن سلط تھا جو یہودی سے مسلمان ہوا تھا لیکن منافقت تھی دل میں۔ کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ نبی ہیں اور وہ تمہیں آسمان کی خبروں سے آگاہ کرتا ہے جبکہ وہ خود نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں گئی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات کسی طرح پہنچ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا ماسوائے اس کے جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا ہے اور پھر آپ نے فرمایا اس منافق کا منہ بند کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹنی کے متعلق بتایا ہے کہ وہ فلاں گھاٹی میں ہے اور ایک گھاٹی کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی ہے پس جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ۔ پس صحابہ گئے اور اسے لے آئے۔ حضرت عمارہ نے زید کو گردن سے دبوچ لیا اور اپنے ساتھیوں کو کہنے لگے کہ اے اللہ کے بندو میرے ہودج میں ایک سانپ تھا اور میں اس کو اپنے ہودج سے باہر نکالنے سے بے خبر تھا اور زید کو مخاطب کر کے کہا کہ آئندہ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرے صحابی جن کا ذکر ہوگا وہ ہیں۔ ان کا شمار ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں اسلام قبول کرنے والا چھٹا شخص تھا اس وقت روئے زمین پر ہم چھ اشخاص کے علاوہ کوئی مسلمان نہیں تھا۔ اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عقبی بن معیط کی بکریاں چرا رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابوبکر بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اَے لڑکے تیرے پاس کچھ دودھ ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ہے مگر میں امین ہوں دے نہیں سکتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بکری لے آؤ جو گابھن نہ ہو میں ایک جوان

بکری آپ کے پاس لے گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاؤں باندھ دیئے اس کے تھن پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا اور دعا کی یہاں تک کہ اس کا دودھ اتر آیا پھر حضرت ابوبکر ایک برتن لے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اس کا دودھ دوہا اور حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ پیو۔ حضرت ابوبکر نے دودھ پیا بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور پھر آپ نے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ سکڑ جاؤ اور وہ سکڑ گئے اور پہلے جیسے ہو گئے۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے بھی اس کلام میں سے کچھ سکھا دیں جو آپ نے پڑھا ہے۔ اس پر آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم سیکھے سکھائے نوجوان ہو۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی ستر سورتیں یاد کی ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں سیرۃ خاتم النبیین میں کہ عبداللہ بن مسعود جو غیر قریشی تھے اور قبیلہ ہزیل سے تعلق رکھتے تھے ایک بہت غریب آدمی تھے اور عقبہ بن ابی معیط رئیس قریش کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے اور آپ کی صحبت سے بالآخر نہایت عالم وفاضل بن گئے۔ فقہ حنفی کی بنیاد زیادہ تر انہی کے اقوال واجتہادات پر مبنی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چار صحابہ سے قرآن کریم پڑھنے اور سیکھنے کی نصیحت فرمائی ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا نام سرفہرست ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خذوا القراٰن من اربعۃ من عبداللہ ابن مسعود وسالم و معاذ ابن جبل و أبی بن کعب۔ جن لوگوں نے قرآن پڑھنا ہو وہ ان چار سے قرآن پڑھیں عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ بن جبل اور اُبی بن کعب۔ ایک روایت میں ہے کہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے قرآن کو علی الاعلان پڑھنے والے حضرت عبداللہ بن مسعود ہی تھے چنانچہ یہ واقعہ اس طرح ملتا ہے کہ ایک دن صحابہ جمع تھے اور آپس میں کہہ رہے تھے کہ قریش نے قرآن کی بلند آواز سے تلاوت کبھی نہیں سنی کیا کوئی شخص ان کو سنا سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں سنا سکتا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں کفار تمہیں تکلیف نہ پہنچائیں۔ کوئی بااثر شخص ہو کہ کفار اسے مارنا بھی چاہیں تو اس کا قبیلہ اسے بچالے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کہنے لگے کہ اس کی فکر نہ کرو مجھے اللہ بچائے گا۔ عجیب جوش تھا ان صحابہ میں۔ دوسرے دن چاشت کے وقت صبح کو آپ نے مقام ابراہیم پہنچ کر بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الرحمن علم القراٰن پڑھنا شروع کر دیا قریش جو کہ اپنی مجالس میں بیٹھے تھے آپ کے اس عمل سے حیران ہوئے۔ بعض نے کہا یہ تو انہی عبارتوں میں سے پڑھ رہا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں یہ سن کر سب اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے منہ پر مارنے لگے۔ مگر آپ پڑھتے رہے اور جتنا پڑھنے کا ارادہ کیا تھا پڑھا۔ بعد میں جب حضرت عبداللہ بن مسعود اصحاب کے پاس واپس گئے تو آپ کے منہ پر طمانچوں کے نشان دیکھ کر کہنے لگے کہ ہمیں اسی بات کا خطرہ تھا کہ تمہیں مار پڑے گی اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ یہ خدا کے دشمن میری نظر میں اتنے بے حقیقت کبھی نہ تھے جتنے اس وقت تھے جب وہ مجھے مار رہے تھے۔ اگر تم چاہو تو میں کل بھی ایسا ہی کرنے کو تیار ہوں۔ صحابہ نے کہا نہیں اتنا ہی کافی ہے تم نے انہیں وہ چیز سنا دی ہے جسے وہ سننا ہی نہیں چاہتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کے اسلام قبول کرنے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پاس رکھ لیا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرما دیا تھا کہ جب تم میری آواز سن لیا کرو اور گھر میں پردہ نہ پڑا ہو تو بلا اجازت اندر آ جایا کرو۔ آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کام کرتے تھے آپ کو جوتی پہناتے کہیں ساتھ جانے کی ضرورت ہوتی تو ساتھ جاتے جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرماتے تو آپ پردہ لے کر کھڑے رہتے۔ عبداللہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار آپ کا بستر بچھانے والے آپ کی مسواک اور نعلین وغیرہ رکھنے والے تھے۔ وضو کا پانی رکھنے والے تھے۔ ابوملیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل فرماتے تو حضرت عبداللہ بن مسعود پردہ کرتے تھے اور جب آپ سوتے تو آپ کو بیدار کرتے تھے آپ کے ہمراہ سفر میں مسلح ہو کر جاتے تھے۔ حضرت ابوموسیٰ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم یمن سے آئے تو ہم یہی سمجھتے تھے کہ

حضرت عبداللہ بن مسعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہیں کیونکہ ان کی اور ان کی والدہ کی آمد ورفت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بہت زیادہ تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود دونوں ہجرتوں میں شامل تھے ہجرت حبشہ میں بھی اور ہجرت مدینہ میں بھی۔ غزوہ بدر احد خندق اور بیعت رضوان وغیرہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جنگ یرموک میں بھی شامل ہوئے۔ آپ ان صحابہ میں بھی شامل تھے جنہیں حضور نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی تھی۔ غزوہ بدر میں ابوجہل کو انجام تک پہنچانے میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا بھی حصہ ہے۔ جب حضرت عبداللہ بن مسعود ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت معاذ بن جبل کے ہاں آپ کا قیام تھا۔ جنہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا دینی بھائی بنایا مدینہ کے ابتدائی ایام میں آپ کے مالی حالات اچھے نہیں تھے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مہاجرین کے لئے مسجد نبوی کے قریب رہائش کا کچھ انتظام کیا تو بنوزہرہ کے بعض لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو اپنے ساتھ رکھنے میں کچھ ہچکچاہٹ ظاہر کی کہ یہ مزدور آدمی ہے غریب آدمی ہے ہم لوگ بڑے آدمی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کیا خدا نے مجھے اس لئے مبعوث فرمایا ہے کہ تم لوگ یہ فرق رکھو۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ اس قوم کو کبھی برکت عطا نہیں کرتا جس میں کمزور کو اس کا حق نہیں دیا جاتا اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو مسجد کے قریب جگہ دی۔ حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے سورۃ نساء پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کی کہ میں بھلا کیا آپ کو سناؤں یہ آپ ہی پر تو نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ کوئی دوسرا شخص تلاوت کرے اور میں سنوں۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پڑھنا شروع کیا اور جب اس آیت پر پہنچا کہ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هٰٓؤُلَآءِ شَهِيدًا۔ پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے اور ہم تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ نے کہا بس کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: جس شخص کی خوشی اس بات میں ہو کہ وہ قرآن کریم کو اس طرح تازگی سے پڑھے جس طرح وہ نازل کیا گیا تو اسے عبداللہ بن مسعود سے قرآن شریف پڑھنا چاہئے۔ حضرت عبدالرحمن بن یزید یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ کے پاس گئے اور کہا کہ ہمیں ایسے شخص کا پتا بتادیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے زیادہ قریب ہو اس طریق پر چلنے والا ہو اور وہی کام کرنے والا ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے تاکہ ہم اس سے علم حاصل کریں اور حدیثیں سنیں تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے سب سے زیادہ قریب عبداللہ بن مسعود ہیں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ مجھے اپنی امت کیلئے وہی باتیں پسند ہیں جو عبداللہ بن مسعود کو مرغوب ہیں۔ حضرت علقمہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کو ان کے طریق ان کے حسن سیرت اور ان کی میانہ روی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبیہ دی جاتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کے بیٹے عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کی عادت تھی کہ جب رات کو لوگ سو جاتے تو وہ تہجد کے لئے اٹھتے ایک رات میں نے انہیں صبح تک گنگناتے ہوئے سنا جیسے شہد کی مکھی گنگناتی ہے۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں بغیر مشورے کے کسی کو امیر بناتا تو عبداللہ بن مسعود کو بناتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود دبلے جسم پست قد اور گندم گوں رنگ کے مالک تھے لیکن لباس بڑا اچھا پہنتے تھے اور خوشبو لگاتے تھے۔ حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لئے عبداللہ بن مسعود کو ایک درخت پر چڑھنے کا حکم دیا۔ صحابہ آپ کی دبلی اور بظاہر کمزور پنڈلیوں کو دیکھ کر ہنسی مذاق کرنے لگے بڑی کمزور سی دبلی پتلی ٹانگیں تھیں۔ ہنسی مذاق کرنے لگے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں ہنستے ہو عبداللہ کی نیکیوں کا پلڑا قیامت کے دن احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوگا۔ حضرت عمر نے آپ کے علم کے متعلق فرمایا کہ یہ شخص علم سے بھرا ہوا ایک بڑا برتن ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کے علمی مقام اور مرتبہ کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضرت معاذ

بن جبل کی وفات کا وقت آیا اور ان سے درخواست کی گئی کہ ہمیں کوئی نصیحت کریں تو انہوں نے فرمایا کہ علم اور ایمان کا ایک مقام ہے جو بھی اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے۔ پھر علم اور ایمان سیکھنے کیلئے حضرت معاذ بن جبل جن چار عالم باعمل بزرگوں کے نام لئے ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا نام بھی تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی آخری بیماری میں آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا آپ کو کوئی شکایت ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ شکایت پوچھتے ہیں میرے سے تو پھر شکایت مجھے اپنے گناہوں کی ہے کہ میں نے اتنے گناہ کئے ہیں۔ پھر حضرت عثمان نے پوچھا کہ کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے انہوں نے عرض کیا کہ پروردگار کی رحمت چاہتا ہوں۔ حضرت عثمان نے کہا کہ آپ کے لئے کوئی طبیب تجویز کر دوں تو انہوں نے عرض کی کہ طبیب نے ہی تو مجھے بیمار بنایا ہے۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پے میں راضی ہوں۔ پھر حضرت عثمان نے کہا کہ کیا آپ کا وظیفہ مقرر کر دوں تو کہنے لگے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت عثمان نے کہا کہ آپ کی لڑکیوں کے کام آئے گا۔ کہنے لگے کیا آپ کو میری لڑکیوں کے محتاج ہو جانے کا خدشہ ہے جو یہ بات کی ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ میں نے انہیں حکم دے رکھا ہے اپنی بیٹیوں کو کہ ہر شب سورۃ واقعہ پڑھ لیا کرو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جو بھی ہر روز رات کو سورۃ واقعہ پڑھ لیا کرے اسے کبھی فاقے کی مصیبت پیش نہ آئے گی۔ یہ تھا توکل علی اللہ اور قناعت کی حالت ان چمکتے ستاروں کی۔ سلمی بن توام کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے ملاقات کی اور اپنی ایک خواب بیان کہ میں نے رات آپ کو خواب میں دیکھا ہے اور یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونچے منبر پر بیٹھے ہیں اور آپ اس منبر کے نیچے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمار ہے ہیں کہ اے ابن مسعود میرے پاس آ جاؤ تم نے میرے بعد بڑی بے رغبتی اختیار کر لی ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے پوچھا کہ خدا کی قسم کیا تو نے یہ خواب دیکھا ہے اس نے شخص نے کہا ہاں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ کیا تو مدینہ سے میری نماز جنازہ پڑھنے آیا ہے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی ان کی وفات ہوگئی۔ آپ کی وفات 32 ہجری میں مدینہ میں ہوئی۔ حضرت عثمان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 60 سال سے کچھ زیادہ تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی وفات پر حضرت ابو موسیٰ نے حضرت ابو مسعود سے کہا کہ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے اپنے بعد ایسی خوبیوں والا اور کوئی شخص پیچھے چھوڑا ہے۔ حضرت ابو مسعود کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جب ہمیں جانے کی اجازت نہ ہوتی اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود کو داخل ہونے کی اجازت ملتی تھی اور جب ہم آپ کی مجلس سے غائب ہوتے اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود خدمت کی توفیق پاتے اور آپ کی صحبتوں سے فیض یاب ہوتے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی اور شخص ان کی خوبیوں والا ہو۔ حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعود کے بارے میں اور روایات اور واقعات بھی ہیں جو انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا اللہ تعالیٰ ہمیں ان چمکتے ستاروں کے اسوے اور طریق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 28th - September - 2018

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

....

....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB